Vol. 5 No.2 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اُردو میں تدوین کی بنیاد

ندیم اکبر، پی ایچ۔ڈی سکالر شعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر عبد العزیز ساحر، چیرمین شعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Research, criticism and redaction (editing) have basic importance in language and literature. Research and criticism is different from research and redaction but somehow they are mutually interlinked and indispensible for each other. Redaction has element of creativity. In practice, good editors are doing a very simple thing: they are recovering an author's true potential from within a work where it has become confused with things which do not communicate. Effectively, they are converting non-communication to communication. A fundamental principle of working with authors is that communication success is formed by a writer's imagination compounding with that of a reader to make a living text. An author creates a good data by first becoming confused with it and then withdrawing from it, then returns to produce a more orderly result. Authors therefore have the power of animating and directing ideas and bringing them into orderly, self-perpetuating shapes. To be able to use the information received through attempts to write so as to create and construct new texts can produce more and more powerful stories. The great authors have done this through the centuries, knowingly or not. This paper is an overview of the tradition of text redaction (editing) in Urdu .and the prominent personalities of this field like Garsan Dittase,sir syed ahmad khan,Rashid Hassan and maulvi abdul haq etc.

Keywords: Tradition, Research, Redaction (Editing), Creativity, Authors Text Overview, ,Personalities, Communication

.

زبان وادب میں تحقیق، تنقید اور تدوین کو ثانوی حیثیت حاصل ہے جب کہ تخلیق درجہ اولیٰ پر فائز ہے۔ تاہم نظر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ تحقیق، تنقید اور تدوین؛ تخلیق کے متوازی چلتی ہیں۔ دونوں اطراف کے میدان ہی مختلف نہیں ہیں، منازل بھی یکسر مختلف ہیں۔ اس کے باوجود انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا قرینِ انصاف نہیں ہو گا۔ تخلیق کی اوّلیت میں شبہ نہیں اور تدوین و تحقیق کی اہمیت سے انکار نہیں۔ تحقیق و تنقید اور تحقیق و تدوین کی اصطلاحیں جداگانہ حیثیت بھی رکھتی ہیں اور ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم بھی ہیں۔ البتہ تدوین؛ تحقیق اور تنقید سے زیادہ مشکل کام ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر نور الاسلام بیان کرتے ہیں:

”تدوین یعنی متن کی تصحیح و ترتیب در اصل ایک عملی فن ہے۔ جس میں مدونِ کتاب اپنی پوری توجہ اور محنت سے کسی مصنف کی کتاب کو پوری صحت کے ساتھ ترتیب دیتا ہے۔ سب سے پہلے تو وہ اصل متن کو تلاش کرتا ہے، خواہ وہ ایک جگہ ہو یا اس کے اجزا منتشر حالتوں میں مختلف جگہوں پر ہوں، اسے فراہم کرتا ہے۔ پھر اس متن کو منشائے مصنف کے مطابق ترتیب دیتا ہے۔“ [۱]

چنانچہ یہ امر واضح ہوتا ہے کہ تدوین میں تحقیق اور تنقید کے ساتھ ساتھ تخلیق کا عمل بھی موجود ہے لیکن یہ تخلیق حقیقت میں تخلیق مکرر ہے جو تخلیق کے تجربے سے زیادہ مشکل امر ہے۔ مصنف نے کیا کہا یا کیا کہا ہو گا؟ ان سوالوں کا جواب ڈھونڈنے کے لیے مدون کو تخلیقی صلاحیتوں کا حامل ہونا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تدوین کے میدان میں شہسواری کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے اور وہ افراد جو تدوین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں یا دیتے رہے ہیں بلاشبہ تحسین و آفرین کے حق دار ہیں۔

Vol. 5 No.2 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اُردو زبان میں تدوینِ متن کی روایت بہت زیادہ قدامت کی حامل نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے نصف اول تک زبان و ادب کے حوالے سے تحقیق و تنقید کا وجود خال خال ہی دکھائی دیتا ہے مبادا کہ تدوین کے حوالے سے ابتدائی نقوش ڈھونڈنے کی سعی لاحاصل کی طرف توجہ کی جائے۔ اس امر کے لیے پروفیسر نذیر احمد کا یہ بیان کافی ہے:

”اُردو میں ترتیب متن کے اولین نمونے غالباً گارساں دتاسی کا مرتبہ دیوانِ ولی اور سر سید کی آثار الصنادید ہیں۔ لیکن قدیم متون کو تلاش کر کے متنی تنقید کے اصولوں کے تحت مرتب کر کے محفوظ کرنے کا کام اس صدی کی ابتداء میں شروع ہوا۔ مولوی عبدالحق دکنی اُردو کے متعدد نسخوں کو مرتب کر کے شائع کیا۔ اس کے بعد پروفیسر محمود شیرانی، مولانا امتیاز علی عرشی، پروفیسر محی الدین قادری زور، پروفیسر عبدالقادر سروری، پروفیسر مسعود حسین خان، پروفیسر ظہیرالدین مدنی، پروفیسر اکبر الدین صدیقی، ڈاکٹر تنویر احمد علوی، جناب رشید حسن خان اور دیگر علمائے ادب نے قدیم اُردو کے متون جن میں ریختہ، ہندوستانی اور کنی اُردو کے متون شامل ہیں، مرتب کیے۔“ ۲

پروفیسر نذیر احمد کی تیار کردہ اس فہرست میں ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر سید معین الرحمان، مشفق خواجہ، مظہر محمود شیرانی کے نام پاکستانی مدونین کے طور پر شامل کیے جاسکتے ہیں۔ تاہم اس فہرست کو قطع نظر کرتے ہوئے مظہر محمود شیرانی کے مطابق ۳ ہمارے ہاں تدوین کے کام کی ابتدا صحیح معنوں میں بیسویں صدی میں ہوتی ہے۔ گزشتہ صدی میں تدوین کے اچھے نمونوں کی تلاش سعی لاحاصل ہے۔ تاہم جو چیدہ چیدہ معروضات اس حوالے سے پیش کی جاسکتی ہیں وہ یوں ہے کہ انیسویں صدی میں بعض مطبعوں (جن میں منشی نول کشور کے چھاپہ خانے کا نام بہت نمایاں ہے) نے کثرت کے ساتھ کتابوں کے متون شائع کرنے کا اہتمام کیا لیکن یہ تدوین کے اصولوں پر پورے نہیں اترتے۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی شائع کردہ کتب تاریخ کے متن اس سلسلے میں بہتر کارکردگی کے مظہر ہیں تاہم تدوین کے جدید سائنٹفک اصولوں کے پیش نظر وہ بھی مطلوبہ معیار تک نہیں پہنچتے۔ آئین اکبری بھی اسی ضمن میں رکھی جاسکتی ہے۔ بعض مشہور شعرا کے دواوین ان کے شاگردوں اور مداحوں نے ترتیب دیے لیکن یہ کوتاہیوں کے شاکی نظر آتے ہیں۔

اگر اس بحث کو کسی نتیجہ پر پہنچانے کی کوشش کی جائے اور اُردو میں تدوین کی روایت کا سراغ لگایا جائے تو قرعہ فال بلاشبہ گارساں دتاسی کے نام ہی نکلتا ہے جس نے ”دیوانِ ولی“ کی ترتیب و تدوین کا فریضہ انجام دیا۔ اس سے اُردو زبان و ادب میں تدوین کی روایت کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد سر سید احمد خاں کا نام اہمیت کا حامل ہے جنھوں نے ”آثار الصنادید“ کے ذریعے اُردو دانوں میں تحقیق کا آغاز کیا اور ”تصحیح آئین اکبری“ کی مدد سے اُردو دانوں میں تدوین کی داغ بیل ڈالی۔ ”تصحیح آیئنِ اکبری“ ایک مشکل کام تھا جسے سر سید نے عصری ذرائع کی مدد سے بہترین طور پر تکمیل تک پہنچایا۔ الطاف حسین حالی بیان کرتے ہیں:

”آئین اکبری اوّل تو زبان اور طرزِ بیان کے اعتبار سے ایک نئی طرح کی کتاب تھی۔ دوسرے جس طرح کے مضامین اس میں بیان کیے گئے ہیں، فارسی لٹریچر میں کبھی اس قسم کے مضامین بیان نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے اس کے پڑھنے سے جی الجھتا تھا۔ پھر آئین اکبری کے نسخے کاتبوں کی سہو و خطا سے مسخ ہو گئے تھے۔ سر سید نے اول جہاں تک مل سکے اس کے متعدد نسخے بہم پہنچائے۔ ان میں ایک آدھ نسخہ مل بھی گیا۔ اس طرح غلط اور صحیح نسخوں کے باہمی مقابلے کرنے سے ایک نسخہ سب سے زیادہ صحیح تیار ہو گیا۔“ ۴

یہ کام کس قدر دقت طلب تھا، اس کا اندازہ جہاں حالی کے اس بیان سے ہوتا ہے، وہیں مولوی عبدالحق کا یہ بیان بھی مناسبت کا حامل ہے:

”سر سید کا یہ کام بھی حیرت انگیز ہے۔ جدید تحقیق و ترتیب سے اس وقت ہمارے ہاں کوئی آشنا نہ تھا اور نہ ہی اس قسم کے کاموں کو کسی کا شوق تھا اور نہ ہی کوئی قدر تھی، تاہم ژرف نگاہی محنت و مشقت اور تحقیق و تلاش سے اس کام کو انجام دیا۔ آج کل بڑے سے بڑا محقق بھی اس سے زیادہ نہیں کر سکتا۔“ ۵

گارساں دتاسی کا کام ایک غیر ملکی کا اُردو زبان پر احسان تھا تو سر سید احمد خاں کا ایک ہندوستانی کا اُردو پر احسان تھا۔ گارساں دتاسی نے اُردو میں شعری متون کی تدوین کی روایت کی داغ بیل ڈالی۔ اگرچہ سر سید کا کام فارسی زبان سے متعلق تھا لیکن جہاں اُن کے نام سے ادبی تحریک وجود میں آئی، وہیں ان کی بدولت اہلِ ہندوستان میں تحقیق و تدوین کا شعور بھی بیدار ہوا اور اسی بیداری نے آگے چل کر تدوین کی راہوں کو مزید ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تدوین کی اس

Vol. 5 No.2 2021

HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

روایت کی حقیقی اور جدید تقاضوں کی حامل روایت کی بنیاد مولوی عبدالحق اور حافظ محمود شیرانی نے رکھی۔ مولوی عبدالحق اور حافظ محمود شیرانی نے موجود وسائل کو بہترین طریقے پر استعمال کرتے ہوئے اُردو میں تدوین کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔

مولوی عبدالحق جنہیں بابائے اُردو کے نام سے شہرتِ عام حاصل ہوئی، اُردو میں تدوین کی روایت کے حوالے سے ایک اہم بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی تدوینی خدمات میں دریائے لطافت (۶۱۹۱ء)، رانی کیتکی (۳۲۹۱ء)، چمنستانِ شعرا (۲۹۱۷ء)، مخزنِ نکات (۹۲۹۱ء)، دیوانِ اثر (۰۳۹۱ء)، تذکرہ ریختہ گویاں (۳۳۹۱ء)، نکات الشعرا (۵۳۹۱ء)، گل عجائب (۶۳۹۱ء)، ریاض الفصحا (۳۹۱۷)، قطبِ مشتری (۹۳۹۱ء) اور معراج العاشقین (۳۴۹۱ء) اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے علاوہ مخزنِ شعرا، دیوانِ تاباں، گلشنِ عشق، عقدِ ثریا اور انتخابِ حاتم بھی مولوی عبدالحق کے تحقیقی و تدوینی کارناموں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں:

”مولوی صاحب اُردو کے پہلے محقق ہیں جنھوں نے دکنی ادب کا اہلِ اُردو سے تعارف کرایا۔ انہوں نے نصرتی پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ ملاوجہی کی سب رس اور قطب مشتری، نصرتی کی گلشنِ عشق اور علمی کارنامہ وغیرہ مرتب کر کے شائع کیں۔“ ٦؎

مولوی عبدالحق نے اُردو میں تدوین کی روایت کو ایسی بنیاد فراہم کی جس کی مدد سے اُردو کے قدیم ادب کی طرف توجہ ہوئی اور بہت سے ایسے مشاہیر کا کلام منظر عام پر آیا جو اس سے قبل قریب قریب ناپید تھا۔ مولوی عبدالحق نے اپنی ژرف نگاہی کی بدولت اُردو میں تدوین کی روایت کی جدید اصولوں پر بنیاد رکھی اور ان متون کو شائع کرنے کا اہتمام کیا جن کی قرات مرورِ زمانہ نے ناممکن بنادی تھی۔ ان کے تحقیقی، تنقیدی اور تدوینی کارنامے اس امر کے مرہونِ منت ہیں جو انہیں اورنگ آباد میں قیام کے دوران میں میسر آئے۔ اگر وہ اورنگ آباد نہ آتے تو شاید اُردو زبان و ادب کی تاریخ ہنوز تشنہ، نامکمل اور قیاس آرائیوں کی نذر ہو جاتی۔ مولوی عبدالحق نے اورنگ میں اپنے کم و بیش تیس سالہ قیام کا بھرپور فائدہ اٹھایا جو اُن سے قبل کوئی نہ اٹھا سکا تھا۔ بقول مختار الدین احمد:

”اورنگ آباد کا قیام مولوی صاحب کو بہت راس آیا۔ انہوں نے یہاں رہ کر بڑی دل جمعی سے کام کیا۔ وہ کھلی فضا، مناظرِ فطرت اور خوشگوار آب و ہوا کے بڑے دل دادہ تھے اور اورنگ آباد کو بہت پسند کرتے تھے۔ ان کے ایک دوست نے کہا ہے کہ اورنگ آباد کو دو ہی قدر دان میسر آئے، ایک شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر اور دوسرے مولوی عبدالحق۔“ ۷؎

آب و ہوا اور فطری مناظر سے رغبت محض ایک ضمنی بات ہے وگرنہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اُردو زبان و ادب سے شغف تھا اور اُردو زبان و ادب کی ترقی میں انہوں نے جس قدر جانفشانی سے کام لیا، اتنا کسی اور کو نصیب نہ ہو سکا۔ یہ مولوی عبدالحق سے کچھ زیادہ پہلے کی بات نہیں ہے کہ جب مولوی محمد حسین آزاد نے ولی دکنی کو اُردو شاعری کا باوا آدام قرار دے کر اُردو ادب کی تاریخ کی ابتدا کی تھی۔ تاہم تاریخ کی یہ کڑی بہت بعد میں شمالی ہند کے ساتھ ربط جوڑنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اس سے پہلے کئی کڑیاں تھیں جن سے زبان و ادب کی تاریخ ناواقف تھی۔ ان کڑیوں سے ایک ایک کر کے مولوی عبدالحق نے پردہ اٹھایا اور دکنی ادب کو ولی سے بہت دور لے جا کر حقیقت آشنا کیا۔ اس مقصد کے لیے جہاں نے نے ”رسالہ اُردو“ میں تواتر سے مضامین لکھے، وہیں کئی قدیم متون کو صحت کے ساتھ شائع کرنے کی داغ بیل بھی ڈالی۔ ان کی تدوینی خدمات نے اُردو شاعری کی تاریخ، تحقیق اور تنقید پر گہرا اثر ڈالا۔ اسی لیے نصیر الدین ہاشمی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں:

”دکھنی ادب کے سلسلے میں جو کام مولانا عبدالحق نے فرمایا ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ دنیائے اُردو کو مولانا کا سپاس گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے تاریخ زبان اُردو اور اُردو ادب کو قلمبند کرنے کے لیے بیش بہا ذخیرہ مہیا کر دیا اور شائقین علم اور دادِ تحقیق دینے والوں کے لیے گراں قدر مواد جمع کر کے بڑی اچھی رہنمائی اور صحیح رہبری فرمائی۔“ ۸؎

مولوی عبدالحق کو اپنے عہد میں داد و تحسین سے نوازا گیا اور بعد ازاں بھی ان کے تدوینی کارناموں کو ستائشی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ تاہم اس کے باوجود ان کے ناقدین بھی موجود ہیں جنھوں نے مولوی عبدالحق کی تحقیق و تدوین کو درخورِ اعتنانہ سمجھا۔ ان پر جدید اور سائنٹفک اصولوں کو بروئے کار نہ لانے کا

Vol. 5 No.2 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

الزام لگایا گیا۔ ان پر تدوینِ متن کے بنیادی اصولوں سے اغماض برتنے کے نشتر چلائے گئے اور ان پر ادب کی حدود میں رہتے ہوئے اعتراضات اٹھائے گئے۔ بالخصوص متن پڑھنے میں ان سے جو غلطیاں سرزد ہوئی، اس پر ڈاکٹر عابد رضا بیدار اور قاضی عبدالودود نے مدلل اعتراضات اُٹھائے ہیں۔ تاہم ان افراد کے اعتراضات بہت محدود ہیں۔ بیدار نے مثنوی خواب وخیال پر، قاضی عبدالودود نے انتخابِ کلام میر پر اعتراض کیا ہے۔ اسی طرح سے ڈاکٹر انصار اللہ نے تذکرہ ریختہ گویاں سے متنی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے علاوہ جن اصحاب نے اعتراضات اُٹھائے ہیں، ان میں مظہر محمود شیرانی اور ڈاکٹر رشید حسن خان شامل ہیں۔

مظہر محمود شیرانی لکھتے ہیں:

”مولوی صاحب کی عظیم خدمات کے باوجود یہ کہنا پڑتا ہے کہ موصون نے ان تدوینی کاموں میں ترتیب و تدوین کے تقاضوں کو پیش نظر نہیں رکھا جن کا مطالعہ آج کل مدونِ متن سے کیا جاتا ہے۔“ ۹

بعد ازاں انہوں نے رشید حسن خان وغیرہ کے اقتباسات سے کام لے کر بات کو ادھورا چھوڑ دیا ہے اور رشید حسن خان کے جس بیان کا ایک مختصر سا ٹکڑا بیان کیا ہے، وہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ یوں ہے:

”مولوی صاحب مرحوم نے تحقیق کا جو کام کیا، اس کو پوری طرح قابل ذکر سمجھا گیا، تدوین و تحقیق دونوں موضوع اس میں شامل رہے اور اس سے بھی دونوں موضوعات کو نقصان پہنچا۔ مولوی صاحب کے پاس اتنا وقت تھا ہی نہیں کہ وہ چھان بین کا حق ادا کر سکتے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہ اکثر دوسروں سے بھی اپنے کام میں مدد لیا کرتے تھے، لیکن کتابوں پر نام انہیں کا ہوتا تھا۔ یہ سچ ہو یا جھوٹ۔ لیکن واقعہ یہ ہے جن متنوں پر ان کا نام بحیثیت مدون درج ہے، ان میں آدابِ تدوین کی پابندی کم نظر آتی ہے۔ یہی حال تحقیقی مقالات کا ہے۔ اس کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ ان کی تقلید میں، تدوین اور تحقیق دونوں کو آسان سمجھا گیا۔“ ۱۰

مظہر محمود شیرانی اور رشید حسن خان دونوں کا نام تحقیق و تدوین کے میدان میں بہت احترام سے لیا جاتا ہے۔ دونوں نے اپنی اپنی تصانیف میں محض خانہ پُری کے لیے مولوی عبدالحق کے کام پر تنقید کی ہے۔ ابھی تک مولوی عبدالحق حق کی تدوین و تحقیق پر اعتراضات تو اُٹھائے گئے ہیں لیکن ان پر مبسوط مقالہ ابھی تک قلمبند نہیں کیا گیا جن کی مدد سے ان اعتراضات کو حتمی شکل دے کر مولوی عبدالحق کا مقام و مرتبہ متعین کیا جا سکے۔ اگرچہ ان پر بہت سی کتب تصنیف، تالیف اور ترتیب کے مراحل سے گزر چکی ہیں جن میں سے سید معراج نیر، ڈاکٹر مسرت فردوس، ڈاکٹر سید معین الرحمان، مختار الدین احمد، خلیق انجم اور عبداللطیف اعظمی کے کام اہمیت کے حامل ہیں۔ تاہم ان کتب میں اعتراضات کو موضوع نہیں بنایا گیا اور مرتبین، مولفین اور مصنفین رطب اللسان ہی رہے ہیں۔ کسی نے مدلل طور پر مولوی عبدالحق کی خامیوں پر قلم نہیں اُٹھایا۔ اگر کہیں ذکر ہے تو وہ بھی دبے لفظوں میں ہے جس کے فوراً بعد اُن کی قابلیت کی طرف رجوع کر لیا گیا ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ مولوی عبدالحق نے اُردو میں تدوین کی اس روایت کو جو گارساں دتاسی کے بعد قریباً سوڈیڑھ سو برس تک پردۂ اخفا میں رہی، اسے نئی زندگی سے نوازا ہے۔ گارساں دتاسی اور عبدالحق کے درمیان سرسید احمد خان کی شخصیت ضرور دکھائی دیتی ہے لیکن ان کا کام فارسی سے متعلق ہے، اس لیے اُن کی حیثیت ثانوی درجے کی ہے۔ لہٰذا حقیقت یہی ہے کہ مولوی عبدالحق نے اُردو میں تدوین کی روایت کی بنیاد کو نہ صرف ٹھوس سطح عنایت کی ہے بلکہ اس بنیاد پر تدوین کا ڈھانچہ بھی قائم کر دیا۔ اس ڈھانچے کے خدوخال میں شک وشبہ ہو سکتا ہے لیکن مولوی عبدالحق کی خدمات کو یکسر نظر انداز کرنا قرین انصاف نہیں ہو گا کیونکہ مولوی عبدالحق کی تدوینی خدمات کو نظر انداز کرنے سے تدوین و تحقیق کی جدت اور ابتدا کی درمیانی کڑی ٹوٹی رہے گی۔

حواشی:

۱۔ نورالاسلام صدیقی، ریسرچ کیسے کریں، (نئی دہلی: شاد پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء)، ص: ۰۱۲

۲۔ نذیر احمد، پروفیسر، تصحیح و تحقیقِ متن، (کراچی: ادارہ یادگارِ غالب، ۲۰۰۰ء)، ص: ۲۱

۳۔ شیرانی، مظہر محمود، حافظ محمود شیرانی اور ان کی علمی و ادبی خدمات (جلد اوّل)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۵ء)، ص: ۰۸۴

۴۔ حالی، الطاف حسین، حیاتِ جاوید، (نئی دہلی: ترقی اُردو بیورو، ۱۹۸۲ء)، ص: ۲۲۱۔۳۲۱

Vol. 5 No.2 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

۵۔ عبد الحق، مولوی، سر سید احمد خاں: حالات وافکار، (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۵۷۹۱ء)، ص: ۲۳

۶۔ خلیق انجم (مرتبہ) مولوی عبد الحق: ادبی و لسانی خدمات، (نئی دلّی: انجمن ترقی اُردو ہند، ۲۹۹۱ء)، ص: ۰۱_۱۱

۷۔ مختار الدین احمد، عبد الحق، (نئی دہلی: ساہتیہ اکادمی، ۴۸۹۱ء)، ص: ۶۲

۸۔ اعظمی، عبد اللطیف (مرتبہ) بابائے اُردو مولوی عبد الحق، (لکھنؤ: ادارہ فروغِ اُردو، ۱۷۹۱ء)، ص: ۴۰۲

۹۔ شیرانی، مظہر محمود، حافظ محمود شیرانی اور ان کی علمی و ادبی خدمات (جلد اوّل)، ص: ۱۸۴

۰۱۔ رشید حسن خان، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، (لاہور: الفیصل، ۹۸۹۱ء)، ص: ۲۱۱_۳۱۱

مآخذ:

۱۔ اعظمی، عبد اللطیف (مرتبہ) بابائے اُردو مولوی عبد الحق، لکھنؤ: ادارہ فروغِ اُردو، ۱۷۹۱ء۔

۲۔ حالی، الطاف حسین، حیاتِ جاوید، نئی دہلی: ترقی اُردو بیورو، ۲۸۹۱ء۔

۳۔ خلیق انجم (مرتبہ) مولوی عبد الحق: ادبی و لسانی خدمات، نئی دلّی: انجمن ترقی اُردو ہند، ۲۹۹۱ء۔

۴۔ رشید حسن خان، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، لاہور: الفیصل، ۹۸۹۱ء۔

۵۔ شیرانی، مظہر محمود، حافظ محمود شیرانی اور ان کی علمی و ادبی خدمات (جلد اوّل)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۵۹۹۱ء۔

۶۔ عبد الحق، مولوی، سر سید احمد خاں: حالات وافکار، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۵۷۹۱ء۔

۷۔ مختار الدین احمد، عبد الحق، نئی دہلی: ساہتیہ اکادمی، ۴۸۹۱ء۔

۸۔ نذیر احمد، پروفیسر، تصحیح و تحقیقِ متن، کراچی: ادارہ یادگارِ غالب، ۰۰۰۲ء۔

۹۔ نور الاسلام صدیقی، ریسرچ کیسے کریں، نئی دہلی: شاد پبلی کیشنز، ۰۹۹۱ء۔

خلاصہ:

تحقیق و تنقید اور تدوین زبان و ادب میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ تحقیق اور تنقید، تحقیق اور تدوین سے مختلف ہیں تاہم وہ باہم منسلک اور ایک دوسرے کے لیے ناگزیر ہیں۔ تدوین میں تخلیقی عناصر ہیں۔ عملاً اچھے مدون ایک بہت سادہ کام کر رہے ہیں کہ وہ تخلیق سے مصنف کی حقیقی محنت تلاش کر رہے ہیں جسے سمجھنا ممکن نہ تھا۔ وہ ان سنی کو سنی جانے کے قابل بنا رہے ہیں۔ مصنفین کے ساتھ کام کرنے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے، ابلاغی کامیابی مصنف کے تصور سے تشکیل پاتی ہے اور قاری اسے دائمی متن میں تبدیل کرتا ہے۔ ایک مصنف پہلے تحریر سے الجھن کا شکار ہوتا ہے، پھر اس سے نتائج اخذ کرتا ہے اور پھر ایک بہتر تخلیق سامنے لاتا ہے۔ مصنف بہر حال تصور بنانے، اسے ترتیب دینے اور پھر انہیں بہتر شکل میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ موصول شدہ اطلاعات کو تحریری شکل میں پیش کرنے اور نیا متن تشکیل دینے میں زیادہ سے زیادہ موثر مواد مہیا ہو سکتا ہے۔ جانے اور انجانے پن میں، عظیم مصنفین یہ کام کر چکے۔ یہ مضمون اُردو میں متنی تدوین کی روایت اور اس شعبہ سے متعلقہ شخصیات مثلاً گاساں دتاسی، سر سید احمد خان، رشید حسن، مولوی عبد الحق وغیرہ کا جائزہ ہے۔

کلیدی الفاظ:

روایت، تحقیق، تدوین، تخلیق، مصنف، متن، جائزہ، شخصیات، ابلاغ